www.ownislam.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تلخیص ابواب نصاب

جمعیۃ المسلمین مالیگاؤں

شرعی دلائل

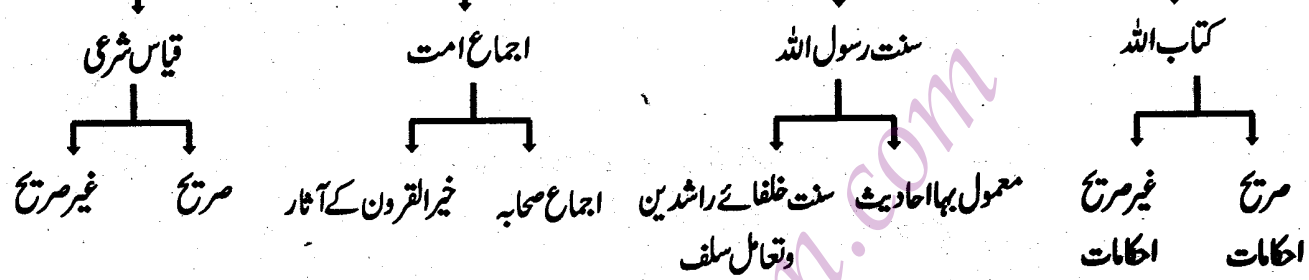

تعریفات:۔حدیث۔مرفوع۔موقوف۔صحیح لذاتہ۔ضعیف۔متواتر درج بالا تعریفات کو زبانی یاد کرنا۔

فقہی اصطلاحات

نمبر شمار	حکم	دلائل
۱	فرض	دلیل قطعی: صریح آیت، حدیث متواتر، اجماع امت
۲	واجب	دلیل ظنّی: غیر صریح آیت، حدیث غیر متواتر، قیاس مجتہد
۳	سنت مؤکدہ	صحیح صریح حدیث
۴	سنت غیر مؤکدہ یا سنن زوائد، مستحب	احادیث ضعیفہ، اقوال واعمال سلف
۵	مندوب، مباح، نفل	اقوال واعمال سلف
۶	حرام	دلیل قطعی یا فرض کی مخالفت
۷	مکروہ تحریمی	دلیل ظنّی یا واجب کی مخالفت
۸	مکروہ تنزیہی	مستحب کی مخالفت

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو نصاب تخصص ص ۱۶ تا ص ۲۶)

www.ownislam.com

نماز میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟

غیر مقلدین کا موقف:۔سینہ پر ہاتھ باندھنا ''سنت مؤکدہ ہے''۔دلیل:۔صحیح صریح حدیث

احناف کا موقف:۔ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ''سنن زوائد'' میں سے ہے۔دلیل:۔ضعیف احادیث یا افعال اقوال سلف

سینہ پر ہاتھ باندھنے کی روایات

وائل بن حجرؓ	قبیصہ بن ہلبؓ	طاوسؒ	دیگر تمام روایات	آثار
اسناد میں نظر، علی صدرہ غیر محفوظ	اسناد میں کلام، علی صدرہ غیر محفوظ	اسناد ضعیف، مرسل	ضعیف	حجت نہیں

حضرت وائلؓ بن حجر کی روایات

[صحیح ابن خزیمہ سے]

مومل بن اسماعیل:۔منکر الحدیث، کثیر الخطاء، ثوری سے روایت میں ضعف (میزان الاعتدال ج۴ص ۲۲۸، تہذیب التہذیب ج۱۰ص ۳۴۰، فتح الباری ج۹ص ۲۰۶)

(روایت غیر محفوظ اور مؤمل بن اسماعیل منفرد اس لئے بطور دلیل قبول نہیں کی جائے گی)

[بیہقی سے]

اُم یحی یا اُم عبدالجبار:۔ابن ترکمانی انہیں مجہول کہا ہے۔(الجوھر النقی)

سعید بن عبدالجبار بن وائل الحضرمی:۔ضعیف (تقریب التہذیب)

محمد بن حجر بن عبدالجبار:۔(۱) ذہبی نے کہا ہے انکے پاس مناکیر ہیں (۲) امام بخاریؒ سے نقل کیا ہے کہ ان میں کچھ نظر ہے۔محمد کی اپنے چچا سے روایتیں منکر ہوتی ہیں۔(میزان ج۳ص ۵۱۱)

(بہت ضعیف، بیہقی کی یہ روایت متابعت کے قابل بھی نہیں)

حضرت قبیصہ بن ھلب کی روایات

[مسند احمد سے]

قبیصہ بن ھلب:۔مضطرب الحدیث، ضعیف، (میزان ج۲ص ۲۳۳)

یحی بن سعید:۔ضعیف (تجلیات صفدر ج۳ص ۵۲۰)

سماک بن حرب:۔ضعیف، لین، مضطرب الحدیث، (تہذیب التہذیب)

(اس روایت میں تصحیف کاتب ہے، ضعیف ہے اسلئے بطور دلیل قابل قبول نہیں)

www.ownislam.com

حضرت طاوسؒ کی روایات

[مراسیل ابوداؤد سے]

سلیمان بن موسیٰ:۔لین الحدیث، انکے پاس منکر اشیاء ہیں، اضطراب، حافظہ مختلط۔(تہذیب التہذیب ج۴ص۲۲۷،تقریب ج۱ص۳۳۱)
(غیر مقلدین کے نزدیک مرسل حدیث حجت نہیں مزید یہ کہ اسناد ضعیف اسلئے بطور دلیل نا قابل قبول)

آیت "فصل لربک وانحر" کی تفسیر

[سنن بیہقی سے ابن عباسؓ کی روایت]

روح ابن مسیب:۔متروک، موضوع، اور احادیث غیر محفوظ

[طبرانی، بیہقی سے حضرت علیؓ سے روایت]

یہ روایت بطریق حضرت علیؓ پیش کرنا صحیح نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

آثار

اول تو ان آثار کی اسناد غیر صحیح ہیں۔دوم غیر مقلدین کو ان آثار کے پیش کرنے کا کوئی حق ہی نہیں ہے کیونکہ غیر نبی کا قول وفعل ان کے نزدیک حجت نہیں۔

قیاسات

غیر مقلدین بعض مرتبہ ایسی روایات پیش کرتے ہیں جن میں سرے سے "علیٰ صدرہ یعنی سینہ پر" کا لفظ ہی نہیں ہوتا لیکن وہ ان روایات سے "سینے پر" قیاس کرتے ہیں اور اپنے قیاس کو حدیث کا نام دیتے ہیں یعنی "بات اپنی نام حدیث کا"۔مثلاً مسند احمد، صحیح ابن خزیمہ وغیرہ سے حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت پر شیخ البانی کا قول، صحیح بخاری سے حضرت سہل بن سعدؓ کی روایت سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا رد اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا اثبات ثابت کرنیکی کوشش کرتے ہیں جب کہ اس روایت میں نہ "تحت السرّہ" ہے اور نہ "علی صدرہٖ" ہے۔اس سے اپنا موقف ثابت کرنا وہی "بات اپنی نام حدیث کا" ہے۔

بعض مرتبہ غیر مقلدین اپنے استدلال میں ایسی روایات بھی پیش کرتے ہین جن میں فَوْقَ السُّرہ یعنی "ناف کے اوپر" کے الفاظ ہوتے ہیں ۔جبکہ ان کا دعویٰ سینہ پر ہاتھ باندھنے کا ہے، ناف کے اوپر کا نہیں، اسلئے فوق السرہ کی روایات ان کی طرف سے نا قابل قبول ہیں۔

غیر مقلدین کا دعویٰ "سینے پر ہاتھ باندھنے کی دلیل میں" ایک بھی "صحیح حدیث" موجود نہیں ہے، جس سے ثابت ہو سکے کہ کسی نے ایک مرتبہ بھی حضورﷺ کو سینے پر ہاتھ باندھے ہوئے دیکھا ہو، پھر اسکو "سنت" ثابت کرنا تو جوئے شیر لانا ہے۔غیر مقلدین کا دعویٰ ہے "سینے پر ہاتھ باندھنا سنت ہے"، یہ غیر مقلدین کا صرف قیاس ہے، اور قیاس سے سنت مؤکدہ نہیں ثابت ہو سکتی۔

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایات

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائلین مذکورہ باب میں بہت سی روایات پیش کرتے ہیں، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت وائل ابن حجرؓ کی روایت (۲) حضرت علیؓ کی روایت (۳) حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت

غیر مقلدین کہتے ہیں (۱) حضرت وائل بن حجر کی روایت غیر محفوظ ہے (۲) حضرت علیؓ کی روایت ضعیف ہے (۳) حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت

www.ownislam.com

ضعیف ہے

جائزہ:۔غیر مقلدین کے پاس سینے پر ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں کوئی صحیح صریح مرفوع حدیث موجود نہیں ہے، اوران کے نزدیک صرف صحیح حدیث حجت ہے اسلئے وہ بغیر دلیل سینہ پر ہاتھ باندھتے ہیں اور بغیر دلیل عمل کرنا انکے نزدیک شرک ہے اسلئے انہیں سینے پر ہاتھ باندھنا ترک کرنا چاہئے۔

اجتہاد:۔سینہ پر ہاتھ باندھنے کی مرفوع روایات اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی مرفوع روایات دونوں ضعیف ہیں یا کم از کم ''غیر محفوظ'' ہیں اسلئے دونوں جانب روایات یکساں درجہ کی ہوگئیں۔اس سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ ''جب احادیث متساویۃ الاقدام (یکساں درجہ کی) ہوں تو سلف (صحابہ وتابعین کبار) کے اقوال افعال سے ایک جانب ترجیح دی جائیگی۔''

حضرت حجاج بن حسانؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابومجلزؒ سے سنا (راوی کہتے ہیں) میں نے ان سے دریافت کیا کہ (حضور اکرم ﷺ ہاتھوں کو) کیسے رکھتے تھے، تو فرمایا کہ حضور ﷺ اپنے دائیں ہتھیلی کے اندرونی حصہ کو اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے ظاہری حصہ پر رکھتے تھے اوران دونوں کو ناف سے نیچے رکھ لیتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ''وضع الیمین علی الشمال'' ج۳ ص۳۲۳)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ''وضع الیمین علی الشمال'' ج۳ ص۳۲۲)

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں دو جلیل القدر تابعین حضرت ابومجلزؒ کا قول ''صحیح'' سند کے ساتھ اور حضرت ابراہیم نخعیؒ کا قول ''حسن'' سند کے ساتھ موجود ہے۔اسلئے دونوں ''آثار'' کی بناء پر احناف کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا موقف راجح ہوگیا اوراسی کو معمول بہ ٹھہرایا گیا۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو نصاب تخصص ص۲۶ تا ص۴۷)

کیا مقتدی پر سورۂ فاتحہ فرض ہے؟

غیر مقلدین: نماز جہری ہو یا سرّی مقتدی پر سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔**دلیل:**۔قرآن کریم کی صریح آیت یا احادیث صحیحہ صریحہ متواترہ۔

احناف: نماز جہری ہو یا سرّی، مقتدی کیلئے سورۂ فاتحہ پڑھنا جائز نہیں بلکہ مکروہ تحریمی ہے۔**دلیل:** قرآن کریم کی آیت یا صحیح صریح حدیث۔

سورۂ فاتحہ پڑھنے کی روایات

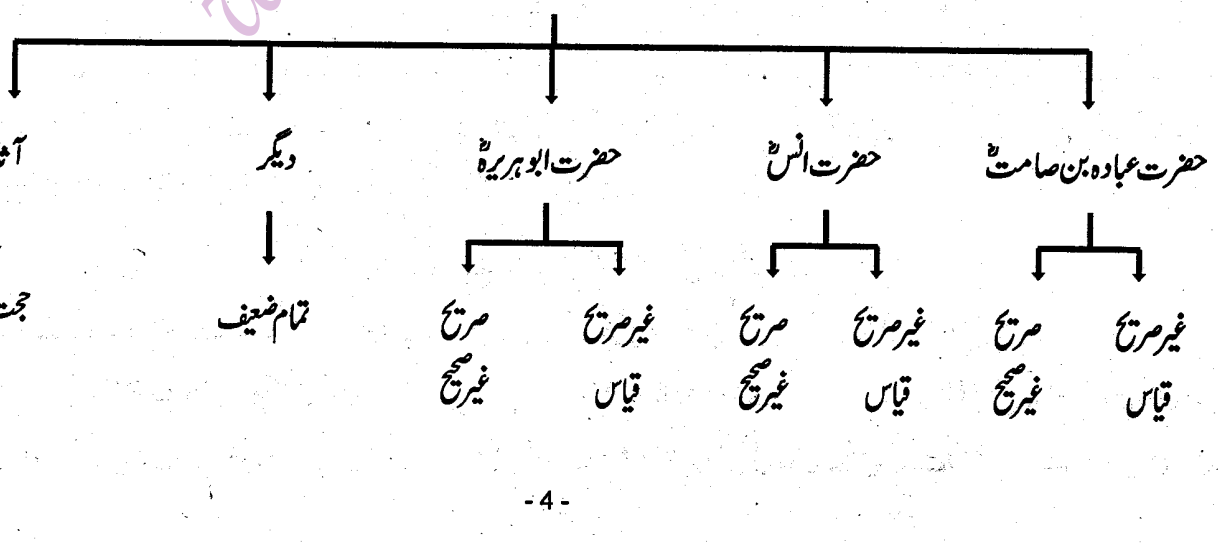

www.ownislam.com

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے صریح روایات

[ترمذی، ابوداؤد، جزء القراۃ]

حضرت عبادہ بن صامتؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی پس ان پر قرأت دشوار ہوگئی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم پڑھتے ہو امام کے پیچھے ہم نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول (ﷺ) فرمایا کہ تم ایسا مت کرو مگر ام القرآن (سورۂ فاتحہ) اسلئے کہ جس نے اسکو نہ پڑھا اس کی نماز نہیں۔ (اسی طرح دوسری روایات ہیں)

ان روایات میں ''محمد ابن اسحاق، مکحول، زید ابن واقد، ہیثم بن حمید، نافع بن محمود بن الربیع، عمرو بن شعیب عن ابیہ، عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ'' رواۃ ہیں، جن کے بارے میں درج ذیل کلام ہے۔

محمد بن اسحاق:۔ مدلس، ضعف، حجت نہیں.....(تہذیب ج۹ ص۳۶) مکحول:۔ مرسل، مدلس.....(تہذیب ج۱۰ ص۲۵۹)

زید ابن واقد:۔ مرسل.....(تہذیب ج۳ ص۳۷۱) ہیثم بن حمید:۔ ضعف، غیر ثقہ.....(تہذیب ج۱۱ ص۸۱)

نافع بن محمود بن الربیع:۔ مجہول، ضعف (تہذیب ج۱۰ ص۳۶۶) عمرو بن شعیب عن ابیہ:۔ مدلس، لغو، ان کے پاس منکر اشیاء ہیں (تہذیب ج۸ ص۴۹)

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ:۔ ضعف، مرسل.....(تہذیب ج۸ ص۴۴)

(مذکورہ تمام روایات ''صحیح'' نہیں اسلئے بطور دلیل نا قابل قبول)

حضرت انسؓ سے صریح روایات

[جزء القرأۃ بخاری، ابن حبان، ابویعلیٰ، طبرانی اوسط، مجمع الزوائد، دار قطنی، مسند احمد، بیہقی]

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کیساتھ نماز پڑھی پس جب نماز سے فارغ ہوئے صحابہؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم لوگ اپنی نماز میں پڑھتے ہو؟ جبکہ امام پڑھتا ہے پس صحابہؓ چپ رہے آپ ﷺ نے اس بات کو تین مرتبہ فرمایا ایک شخص یا کئی اشخاص نے کہا بے شک ہم لوگ ایسا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو اور سورۂ فاتحہ کو آہستہ پڑھو۔ (اسی طرح دوسری روایات ہیں)

ان روایات میں ''عن ابی قلابہ عن انس، عبداللہ الرقی، محمد بن ابی عائشہ عن رجل من اصحاب، عن قلابہ عن نبی ﷺ'' اسناد اور رواۃ ہیں جن کے بارے میں درج ذیل کلام ہے۔

عن ابی قلابہ ابی قلابہ عن انس: غیر محفوظ (تلخیص الحبیر) عبداللہ الراقی: وہم (تقریب نمبر۳۲۶۴)

محمد بن ابی عائشہ عن رجل من اصحاب:۔ انقطاع کا گمان (تلخیص الحبیر)

ابی قلابہ عن محمد بن عائشہ عن رجل عن اصحاب:۔ غیر محفوظ (تلخیص الحبیر) عن قلابہ عن نبی:۔ مرسلا (مصنف ابن ابی شیبہ)

(مذکورہ تمام روایات ''صحیح'' نہیں اسلئے بطور دلیل نا قابل قبول)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایات

[صحیح مسلم، جزء القراۃ، ابن ماجہ]

www.ownislam.com

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ کا قول ہے مرفوع حدیث نہیں ہے۔

جزء القراۃ بخاری کی روایت صحیح درجہ تک نہیں پہنچتی اور وہ بھی حضرت ابو ہریرہؓ کا قول ہے۔

ابن ماجہ کی روایت میں میرک نے علقمہ سے نقل کیا فانتھی الناک عن القرأۃ .....(لوگ قرأۃ سے رک گئے) یہاں سے زہری کا کلام ہے مرفوع حدیث نہیں ہے۔

(غیر مقلدین کے نزدیک غیر نبی کا قول وفعل حجت نہیں اسلئے مذکورہ روایات بطور دلیل نا قابل)

نماز میں مقتدی کیلئے سورۂ فاتحہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے

احناف کے نزدیک مقتدی کو نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا مکروہ ہے وہ اپنے دعوے کی دلیل میں متعدد دلائل پیش کرتے ہیں جن میں سے چار قسم کے دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) قرآن کریم کی آیت:۔ آیت کریمہ ''وَاِذَاقُرِیَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْالَهٗ وَاَنْصِتُوْالَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ o **ترجمہ:**۔جب قرآن پاک پڑھا جائے تو تم سب اس کیطرف کان لگایا کرو اور خاموش رہا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔(سورہ اعراف آیت ۲۰۴)

جمہور صحابہ کرام کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت مقتدی کے سننے کے بارے میں ہے۔

(۲) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا پس ہمارے لئے ہمارا طریقہ کا واضح فرمایا اور ہمیں ہماری نماز سکھائی، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم نماز شروع کرو تو صفیں خوب اچھی طرح سیدھی کر لیا کرو، پھر تم میں کا ایک شخص امام بنے، پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو (اور بروایت جریر عن سلیمان عن قتادہ اس حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ) اور جب وہ قرأت شروع کرے تو خاموش ہو جاؤ اور جب وہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو، اللہ تعالیٰ تمہاری دعاء کو قبول کریگا۔.....(صحیح مسلم باب التشھد فی الصلوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۴، مسند احمد ج ۴ ص ۴۱۰)

مقتدی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے کے وجوب میں یہ حدیث صحیح بھی ہے اور صریح بھی ہے۔

(۳) جس شخص کیلئے امام ہو (یعنی وہ مقتدی بن کر نماز پڑھے) تو امام کی قرأت اس کیلئے بھی قرأت ہے (ابن ماجہ ص ۶۱، مسند احمد ج ۳ ص ۳۳۹، موطا امام محمد ص ۹۷، کتاب الآثار ج ۱ ص ۷۰)

اگر اس حدیث کو بالفرض ضعیف بھی مانا جائے تو یہ بطور شاہد ہے اور حدیث عبادہ کی مفسر ہے

(۴) آثار:۔اس میں صحابہ وتابعین کے اقوال ہیں۔

اجتہاد:۔مقتدی پر سورۂ فاتحہ فرض ہونیکی دلیل میں غیر مقلدین کے پاس ایک بھی صحیح صریح حدیث موجود نہیں ہے (کیونکہ اس سلسلہ میں جو حدیث صحیح ہے وہ صریح نہیں ہے اور جو صریح ہے وہ صحیح نہیں ہے)، اسلئے غیر مقلدین کا دعویٰ رد ہے۔احناف کے پاس ''قرآن پاک کی آیت'' اور ''صحیح مسلم کی حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے حدیث'' موجود ہے جو صحیح صریح حدیث ہے ان دونوں (آیت اور حدیث) سے مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت نہ کرنیکا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ اور ترک واجب مکروہِ تحریمی ہے۔اسلئے مقتدی کیلئے نماز (چاہئے جہری ہو یا سری) میں امام کے پیچھے قرأۃ (سورۂ فاتحہ یا اس سے زیادہ پڑھنا) مکروہِ تحریمی ثابت ہوتا ہے۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو نصاب مخصص ص ۴۷ تا ص ۷۳)

www.ownislam.com

کیا مقتدی کیلئے جہراً آمین کہنا سنت ہے؟

غیر مقلدین:۔امام کی جہری قرأت میں والا الضالین کہنے پر مقتدی کو جہراً آمین کہنا سنت مؤکدہ ہے۔دلیل:۔صحیح صریح حدیث

احناف:۔قرأت جہری ہو یا سرّی مقتدی کا سراً آمین کہنا سنن زوائد میں سے ہے۔دلیل:۔ضعیف احادیث یا افعال واقوال سلف

جہراً آمین کہنے کی روایات

حضرت وائل بن حجرؓ	حضرت ابو ہریرہؓ	حضرت امّ حصینؓ	حضرت علیؓ	غیر صریح	آثار
مضطرب	غیر صحیح	غیر صحیح	ضعیف	قیاس	حجت نہیں

حضرت وائل بن حجرؓ کی روایات

[ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی، ابن ابی شیبہ جزء القرأۃ، بخاری، دار قطنی، بیہقی، وغیرہ]

حضرت وائل بن حجر سے روایت ہے کہ میں نے سنا نبی ﷺ سے کہ انھوں نے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْن پڑھا پھر آمین کہا (اور) دراز کی اس کے ساتھ آواز اپنی۔

حضرت وائل بن حجرؓ کی روایات میں جہراً اور سراً کے سلسلہ میں تو اضطراب ہے ہی لیکن جو روایات صرف جہراً کی ہیں ان میں بھی اضطراب ہے۔ ملاحظہ ہو:

حضرت وائل بن حجرؓ سے روایات

حدیث کی کتاب	جہر کے سلسلہ میں الفاظ	حدیث کی کتاب	جہر کے سلسلہ میں الفاظ
ابوداؤد	قَالَ آمِيْنَ رَفَعَ صَوْتَهُ	ترمذی	فَقَالَ آمِيْنَ مَدَّ بِهَا صَوْتَهُ
ابن ماجہ	قَالَ آمِيْنَ فَسَمِعْنَاهَا مِنْهُ	نسائی	قَالَ آمِيْنَ يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ
ابن ابی شیبہ	جَهَرَ بِآمِيْنَ	جزء القرأت بخاری	يَمُدُّ بِهَا صَوْتَهُ آمِيْنَ
بیہقی	قَالَ آمِيْنَ رَافِعًا بِهَا صَوْتَهُ	طبرانی معجم کبیر	قَالَ آمِيْنَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ
طبرانی وبیہقی	قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ آمِيْنَ		

(حضرت وائل بن حجرؓ کی روایات مضطرب ہیں اور مضطرب روایات سے استدلال صحیح نہیں)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایات

[دار قطنی، مستدرک حاکم، ابن ماجہ]

www.ownislam.com

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب سورۂ فاتحہ کی قرأت سے فارغ ہوتے تو اپنی آواز کو بلند کرتے اور کہتے آمین۔ اور کہا (دار قطنی نے) هٰذَا اِسْنَادٌ حَسَنٌ یعنی یہ اسناد حسن ہے یعنی دار قطنی کو خود اعتراف ہے کہ یہ حدیث صحیح درجہ تک نہیں پہنچی ہے۔ (اسی طرح دوسری روایات ہیں)

ان روایات میں "اسحاق بن ابراہیم بن العلاء الزبیدی بن زبریق"، "بشر بن رافع" رواۃ ہیں، جن کے بارے میں درج ذیل کلام ہے۔

اسحاق بن ابراہیم بن العلاء الزبیدی بن زبریق:۔ کذاب، وہمی (تہذیب ج ۱ ص ۱۹۶)

بشر بن رافع:۔ ضعیف، اس کے پاس منکر اشیاء ہیں، اسناد موضوعہ، منکر الحدیث (تہذیب ج: ۱ ص: ۴۰۹)

(حدیث غیر محفوظ، اسناد میں کلام اسلئے روایات بطور استدلال نا قابل قبول)

حضرت اُمّ حصینؓ کی روایات

[مسند راھویہ، طبرانی کبیر]

حضرت ام حصینؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی پس جب آپ ﷺ نے ولا الضالین کہا تو آمین کہا پس انہوں نے اسکو سنا اور وہ عورتوں کی صف میں تھیں۔

اسماعیل بن مسلم مکی:۔ ضعیف، منکر الحدیث، متروک، مختلط، بہت لغو (میزان، ج ۱ ص ۱۱۵، تہذیب ج ۱ ص ۲۹۹)

(حدیث غیر محفوظ اور ضعیف اسلئے بطور استدلال نا قابل قبول)

حضرت علیؓ سے روایات

[مستدرک حاکم، علل الحدیث]

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہتا تو (اس وقت) آمین کہتے ہوئے سنا۔

محمد بن ابی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ:۔ ضعیف (تخریج صلوٰۃ الرسول ص ۲۳۹ حاشیہ)، خراب حافظے والے

(اسناد میں کلام اور حدیث ضعیف اس لئے نا قابل قبول)

غیر صریح روایات

اگر صحیح بھی ہوں تو قیاس کا درجہ رکھتی ہیں اور قیاس سے سنت مؤکدہ ثابت نہیں ہو سکتی۔

سرّاً آمین کہنے کی روایات

سرّاً آمین کہنے کی دلیل میں بہت سے روایت پیش کی جاتی ہیں جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں

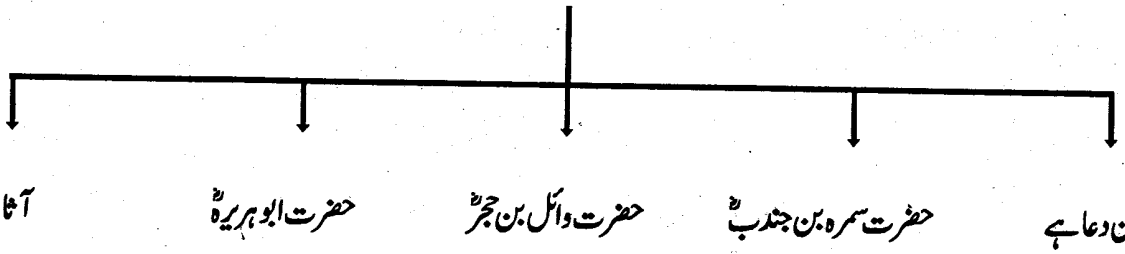

www.ownislam.com

مشہور تابعی حضرت عطاء بن رباحؒ نے کہا "آمین" دعا ہے۔(بخاری ج ابَابُ الْجَهْرِ بِا لتَّا مِيْن ص ۱۰۷) اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا "اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّ عًا وَّ خُفْيَةً" یعنی اپنے رب کو پکارو عاجزی کے ساتھ خفیہ طور پر۔(سورۂ اعراف آیت نمبر ۵۵) اور حدیث شریف میں ہے "اِنَّكُمْ لَاتَدْعُوْنَ اَصَمَّاوَّلَاغَائِباً" یعنی تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے۔(صحیح بخاری کتاب الجہاد بَا بُ مَا يُكْرَهُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي التَّكْبِيْرِ ج ا ص ۴۲۰)۔آیت اور احادیث مشیر ہیں کہ دعا میں اصل اخفاء ہے اور چونکہ آمین دعا ہے اسلئے اسمیں بھی اصل اخفاء (آہستہ، خفیہ) ہے۔چنانچہ جمیع اہل سنت والجماعت اس پر متفق ہیں، جیسا کہ گذر چکا ہے اس لئے اس کی دلیل پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے عملاً فریق مخالف بھی اس پر عمل کرتا ہے لیکن استحساناً چند روایات پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت حسنؒ سے روایت ہے حضرت سمرہ بن جندبؓ اور عمران بن حصینؓ نے آپس میں بحث کی پس حضرت سمرہ بن جندبؓ نے کہا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دو سکتوں (خاموشیوں) کو یاد رکھا ایک سکتہ تو وہ ہے کہ جب تکبیر کہے اور دوسرا سکتہ وہ ہے کہ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ پڑھنے سے فارغ ہوئے پس سمرہؓ نے اس کو یاد رکھا اور عمران بن حصینؓ نے اس کا انکار کیا دونوں نے حضرت ابی بن کعبؓ کی طرف لکھا تو انہوں نے جواب دیا کہ سمرہؓ نے یاد رکھا۔(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ، بَابُ السَّكْتَةِ عِنْدَ ا لْاِ فْتِتَاحِ ج ا ص ۱۱۳)

حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے ہم کو نماز پڑھائی پس جب غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ پڑھا آمین کہا اور اپنی آواز کو آہستہ کیا اور اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا اور اپنے دائیں جانب اور بائیں جانب سلام پھیرا۔(مسند احمد ج ۴ ص ۳۱۶، ترمذی ابواب الصلوٰۃ، بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّا مِيْنِ ج ا ص ۵۸، ابوداؤد الطیالسی ص ۱۳۸، دار قطنی کتاب الصلوٰۃ، بَابُ التَّا مِيْنِ فِي الصَّلٰوةِ ج ا ص ۳۳۴، مستدرک حاکم کتاب التفسیر، بَابُ آمِيْنَ يُخْفَضُ الصَّوْتُ ج ۲ ص ۲۳۲)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں سکھاتے تھے فرماتے تھے امام سے جلدی مت کرو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ والا الضالین کہے تو تم آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی کرو اور جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم کہو اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ، بَابُ اِئْتِمَا مِ ا لْمَا مُوْمِ بِا لْاِ مَامِ ج ا ص ۱۷۷)

اجتہاد:۔ غیر مقلدین کے پاس آمین بالجہر کی "سنیت" کی دلیل میں کوئی صحیح صریح روایت موجود نہیں اسلئے انکا دعویٰ رد ہے۔

قرآن کریم کی آیت اور بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہیکہ دعا میں اصل خفا ہے۔اور آہستہ آمین کہنے کے سلسلہ میں حسن اور ضعیف روایات موجود ہیں احناف کے نزدیک جو آمین آہستہ سے کہنا سنت ہے وہ دراصل سنن زوائد میں سے ہے اور سنن زوائد کی دلیل ضعیف احادیث بھی ہو سکتی ہیں۔نیز مصنف عبدالرزاق سے حضرت ابراہیم نخعیؒ کا اثر (جسکی اسناد صحیح ہیں) اور صحیح مسلم کی حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے قیاس آمین بالسّر (آہستہ آمین کہنے کو) راجح کرتا ہے۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو نصاب تخصص ص ۷۳ تا ص ۹۰)

کیا مقتدی امام کی قرأت کا جواب دے سکتا ہے؟

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ نماز میں مقتدی کو امام کی قرأت میں مخصوص آیات کا جواب دینا چاہئے اور اسکی دلیل میں چند روایات پیش کرتے ہیں۔لیکن اس کی دلیل میں (۱) کوئی صحیح صریح مرفوع حدیث نہیں (۲) مذکورہ روایات میں یہ صراحت نہیں ہے کہ مخصوص آیات کا جواب دینا امام اور مقتدی کے ذمہ ہے (۳) آثار حجت نہیں اور نہ یہ صراحت ہے کہ یہ مقتدیوں کے لئے ہے۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو نصاب تخصص ص ۹۰ تا ص ۹۳)

www.ownislam.com

کیا نماز میں رکوع سے پہلے اور بعد، رفع یدین سنت ہے؟

غیر مقلدین کا موقف: غیر مقلدین کے نزدیک رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین سنت مؤکدہ ہے بلکہ بعض تو فرض اور شرط بھی کہتے ہیں اور مذکورہ مقامات پر رفع دیدین نہ کرنے سے نماز کے ناقص بلکہ باطل ہوجانے کے مدعی ہیں۔ اسلئے دلیل قرآن کریم کی صریح آیت یا احادیث صحیحہ صریحہ متواترہ مطلوب ہیں۔

احناف کا موقف: احناف کے نزدیک رفع دیدین عندالرکوع اور تیسری رکعت کے شروع میں یا کسی بھی اونچ نیچ کے موقع پر سنت نہیں ہے، بلکہ ترک رفع یدین مستحب ہے اسلئے ضعف احادیث یا افعال واقوال سلف سے بھی ثابت ہوسکتا ہے۔

رفع یدین کی روایات

غیر صریح روایات	صریح روایات	آثار
قیاس	ضعیف ترین بلکہ موضوع	حجت نہیں

غیر صریح روایات

[مثلاً حضرت عبداللہ ابن عمرؓ، حضرت ابوحمید ساعدیؓ، اور حضرت مالک بن حویرثؓ کی روایات وغیرہ]

یہ تمام روایات نہ دوام فعل یا نہ آخر فعل ثابت کرتی ہیں بلکہ صرف اثبات رفع یدین پر مشیر ہیں اور بقاء ونسخ سے ساکت ہیں اور اسمیں سی بہت سی روایات غیر صحیح ہیں۔ دلیل کے اعتبار سے صرف قیاس کا درجہ رکھتی ہیں۔

صریح روایات

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت

غیر مقلدین دوام رفع یدین کے سلسلہ میں ایک روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی سند سے پیش کرتے ہیں اور اسمیں یہ جملہ بتلاتے ہیں کہ [illegible] تِلْکَ صَلٰوتُہٗ حَتّٰی لَقِیَ اللّٰہَ تَعَالٰی ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے ملتے دم تک آپ ﷺ کی نماز اسی طرح رہی" اور حوالہ تلخیص الحبیر کا پیش کرتے ہیں جبکہ اصولاً تلخیص الحبیر حدیث کی کتاب ہی نہیں ہے بلکہ مشکوۃ کی طرح احادیث کا مجموعہ ہے۔ اسلئے انھیں اصل کتاب کا حوالہ دینا چاہئے اور دکھانا چاہئے کہ وہ روایت اس کتاب میں کہاں ہے؟ اس روایت کی جو سند پیش کی جاتی ہے اسمیں عبدالرحمٰن بن قریش بن خزیمہ الھروی ہے جو گڑھنے کے (وضاع) سے متہم ہے۔ اور ایک راوی عصمۃ بن محمد النساری ہے۔ جو وضاع (گڑھنے) سے مشہور ہے (میزان الاعتدال ج ص)۔ کچھ لوگ کچھ اور بھی روایات پیش کرتے ہیں جس میں رفع یدین کا ذکر ہی نہیں ہے۔ غرض جتنی صریح روایات غیر مقلدین دوام کے سلسلہ میں پیش کرتے ہیں وہ سب ضعیف ہیں بلکہ موضوع کے درجہ تک ہیں۔ اس لئے مذکورہ مقامات پر رفع یدین کا دعویٰ رد ہے۔

www.ownislam.com

ترک رفع یدین عندالرکوع کی روایات

صحیح مسلم، نسائی، ابوداؤد کی حضرت جابر بن سمرہؓ کی روایت۔

مسند حمیدی کی روایت، مسند ابوعوانہ کی روایت اور مدون کبری کی روایت۔

مدعیان رفع یدین عندالرکوع کے پاس کوئی ایک ایسی حدیث صریح نہیں ہے جو بقائے سنت کے ثبوت کیلئے کافی ہو جبکہ مدعیان ترک رفع کے پاس ایسی صریح روایات اور آثار موجود ہیں جو ترک رفع یدین کو ایک جانب راجح کردے۔

حضرت علقمہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کیا میں تمہیں حضور اکرم ﷺ جیسی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں؟ چنانچہ آپ نے نماز پڑھی اور پہلی مرتبہ (تکبیر تحریمہ کے وقت) رفع یدین کرنے کے علاوہ کسی اور جگہ رفع یدین نہیں فرمایا۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ، بَابُ مَنْ لَّمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوْعِ ج ا ص ۱۰۹، ترمذی ابواب الصلوٰۃ، بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ ج ا ص ۵۹، نسائی کتاب الصلوٰۃ، بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ وَالرُّخْصَةُ فِيْ تَرْكِ ذَالِكَ ج ا ص ۱۶۱)

حضرت اسودؒ سے روایت ہے کہ میں نے عمر بن خطابؓ کو پہلی تکبیر میں اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے دیکھا۔ (طحاوی کتاب الصلوٰۃ، بَابُ التَّكْبِيْرَاتِ ج ا ص ۱۵۶، مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ، بَابُ مَنْ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ ج ۲ ص ۴۱۷) وغیرہ۔

اجتہاد:۔ رفع یدین عندالرکوع کے سلسلہ میں غیر مقلدین جتنی روایات پیش کرتے ہیں ان سے صرف اثبات رفع یدین ثابت ہوتا ہے بقائے سنیت رفع یدین نہیں ثابت ہوتا اسلئے بطور استدلال سب رد ہیں پھر آثار واقوال پیش کرنیکا انہیں حق نہیں ہے کیونکہ وہ غیر مقلدین میں سے ہیں۔ اسکے بعد بقائے سنیت رفع عندالرکوع کیلئے ان کے پاس کوئی ایک بھی صحیح روایت نہیں ہے جس سے دوام ثابت ہو۔ جو روایات غیر مقلدین دوام رفع کیلئے پیش کرتے ہیں وہ سب ضعیف ہیں بلکہ موضوع کے درجہ تک ہیں اسلئے سب رد ہیں۔ چنانچہ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد اور تیسری رکعت کے شروع کے رفع یدین کا اصل سنت اور اسکے خلاف جائز نہ ہونے کا ان کا دعویٰ رد ہے۔

احناف کے نزدیک "ترک رفع یدین" مستحب ہے۔ اور مستحب کیلئے ضعیف حدیث یا اقوال وافعال سلف حجت ہیں۔ احناف کے ترک رفع یدین کے دعوے کیلئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی مرفوع روایت جو کہ "صحیح" ہے، حجت ہے۔ جبکہ اگر "ضعیف" بھی ہوتی تو مستحب کی دلیل کیلئے کافی تھی۔ کیونکہ غیر مقلدین کے پاس کوئی صحیح صریح روایت موجود نہیں ہے۔ غیر صریح روایات سے صرف یہ "قیاس" ہوسکتا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ رفع یدین اب بھی باقی ہو۔ اور ان کے قیاس کے مقابلے میں صحیح صریح حدیث موجود ہے۔ اگر ضعیف بھی ہوتی تو قیاس کے مقابلہ میں حجت ہے چہ جائیکہ صحیح ہے۔ مزید برآں یہ کہ صحیح سند کے ساتھ صریح آثار بھی موجود ہیں جو ترک رفع یدین کے استحباب میں حجت ہونے کیلئے کافی ہیں۔

ترک رفع یدین کے استحباب کے قائلین کے پاس متعدد روایات صحابہ بحکم مرفوع اور صحیح سند سے آثار موجود ہیں جو ترک رفع یدین کے مستحب ہونے کیلئے کافی ہیں۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو نصاب تخصص ص ۹۳ تا ص ۱۱۸)

سجدے میں جانے اور سجدے سے اٹھنے کی کیفیت

غیر مقلدین:۔ غیر مقلدین کا موقف یہ ہے کہ سجدہ میں جاتے ہوئے زمین پر دونوں ہاتھ پہلے ٹیکے اس کے بعد گھٹنے۔

www.ownislam.com

احناف :۔احناف کا موقف یہ ہے کہ سجدہ میں جاتے ہوئے گھٹنوں کو زمین پر پہلے ٹیکے اس کے بعد دونوں ہاتھ۔

غیر مقلدین کی دلیل:۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے اور چاہئے کہ رکھے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں سے پہلے۔ (ابوداؤد باب کَیْفَ یَضَعُ رُکْبَتَیْہِ قَبْلَ یَدَیْہِ ج ا ص ۱۲۲)

حدیث ابو ہریرہؓ معلول ہے۔علامہ ابن قیم نے کہا کہ یہ حدیث مقلوب ہے۔اس سلسلہ کی دیگر روایات بہت زیادہ ضعیف ہیں

احناف کی دلیل:۔حضرت وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ جب سجدہ فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو رکھنے سے پہلے اپنے دونوں گھٹنے رکھتے اور سجدے سے اٹھتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اپنے گھٹنوں کو اٹھانے سے پہلے۔(ابوداؤد باب کَیْفَ یَضَعُ رُکْبَتَیْہِ قَبْلَ یَدَیْہِ ج ا ص ۱۲۲، ترمذی بَابُ مَا جَاءَ فِیْ وَضْعِ الْیَدَیْنِ قَبْلَ الرُّکْبَتَیْنِ ج ا ص ۶۱، نسائی بَابُ اَوَّلُ مَا یَصِلُ اِلَی الْاَرْضِ مِنَ الْاِنْسَانِ فِیْ سُجُوْدِہٖ ج ا ص ۱۶۵، مستدرک حاکم ج ا ص ۳۴۹، طحاوی ج ا ص ۱۵۰، طبرانی فی الکبیر ج ۲۲ ص ۴۰، سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۹۸، السنن الکبریٰ للنسائی ج ا ص ۲۲۹، جمع الفوائد ج ا ص ۲۱۰)

حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت کو محدثین کرام نے راجح قرار دیا ہے۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو نصاب تخصص ص ۱۱۸ تا ص ۱۲۰)

مسئلہ جلسۂ استراحت

پہلی اور تیسری رکعت کے بعد تھوڑی دیر بیٹھنا (قعدہ کرنا) اسکے بعد کھڑا ہونا اسے جلسۂ استراحت کہتے ہیں۔

غیر مقلدین : غیر مقلدین کے نزدیک پہلی اور تیسری رکعت کے بعد تھوڑی دیر بیٹھنا (قعدہ کرنا) اسکے بعد دوسری یا چوتھی رکعت کیلئے کھڑا ہونا سنت ہے۔

احناف:۔احناف اور جمہور کے نزدیک جلسۂ استراحت سنت نہیں ہے بلکہ ان کا موقف یہ ہے کہ جلسہ استراحت عذر کی بناء پر تھا۔

غیر مقلدین کی دلیل:۔حضور ﷺ اللہ اکبر کہتے ہوئے (دوسرے سجدے سے) اٹھتے اور موڑتے بایاں پاؤں اپنا اور بیٹھتے اس پر پھر کھڑے ہوتے۔

(ابوداؤد ج ا ص ۱۰۶ ابَابُ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ، ترمذی بَابُ مَا جَاءَ فِیْ وَصْفِ الصَّلٰوۃِ ج ا ص ۶۷)

یہ روایت حضرت ابو حمید ساعدیؓ سے منقول ہے جسے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔اور اس کی سند و متن پر مختصر کلام ملاحظہ ہو۔

ابوداؤد کی سند میں ایک راوی عبد الحمید بن جعفر ہے انکے بارے میں ماردینی کہتے ہیں کہ وہ اپنی حدیث میں مطعون ہیں اور ایاسی یحیٰی بن سعید کہتے ہیں.....ان تمام وجوہات کی بناء پر یہ روایت اسناد و متن میں مضطرب ہے۔(سنن ابوداؤد مع التعلیق الحمود ص ۱۰۶)

ترمذی کی سند میں محمد بن بشار ہیں ان کے بارے میں کلام ہے (ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۷۰)

غرض روایت "صحیح" درجہ تک نہیں پہنچتی۔اور غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ان کی دلیل صرف صحیح حدیث ہے اسلئے بطورِ استدلال نا قابلِ قبول ہے۔

احناف کی دلیل:۔حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہیکہ جناب رسول اکرم ﷺ نماز میں (سجدوں کے بعد) پنجوں کے بل کھڑے ہوتے تھے۔

(ترمذی بَابُ کَیْفَ النُّھُوْضُ مِنَ السُّجُوْدِ، بَابُ مِنْہُ ج ا ص ۶۴، سنن کبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۱۲۴، جمع الفوائد ج ا ص ۲۱۲)

حضرت سہل ساعدیؓ کے صاحبزادے سے مروی ہے کہ وہ اپنے والد کیساتھ ایک مجلس میں حاضر تھے ان کے والد پیغمبر علیہ السلام کے اصحاب میں

www.ownislam.com

سے تھے اسی مجلس میں حضرت ابو ہریرہؓ، ابوحمید ساعدیؓ اور ابو اسیدؓ موجود تھے اس روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے تکبیر کہہ کر سجدہ کیا پھر تکبیر کہہ کر بغیر بیٹھے سیدھے کھڑے ہو گئے۔ (ابوداؤد ج ا ص ۱۰۷ بَابُ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ، اسنادہ صحیح)

حضرت نعمان بن ابی عیاشؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے بیشمار جانثاروں کو پایا کہ وہ پہلی اور تیسری رکعت میں سجدے سے سر اٹھاتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے، بیٹھتے نہیں تھے (رواہ ابن ابی شیبہ فی مصنفہ مَنْ کَانَ یَقُوْلُ :اِذَا رَفَعَتْ رَاْسَکَ مِنَ السَّجْدَۃِ الثَّانِیَۃِ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی فَلَا تَقْعُدْ ج ۳ ص ۳۳۲، اسنادہ حسن)

امام شافعیؒ کے سوا تمام اسلاف کرام کا اجماع ہے کہ پہلی رکعت اور تیسری رکعت میں دوسرے سجدہ کے بعد سیدھا کھڑا ہو جانا چاہئے (الجوہر النقی علی سنن البیہقی ج ۲ ۱۲۷)

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو نصاب تخصص ص ۱۲۳ تا ص ۱۲۷)

نماز میں قعدہ میں بیٹھنے کا طریقہ

احناف اور اکثر اھل علم : امام اعظم ابوحنیفہؒ اور انکے اصحاب اور امام ثوریؒ اور عبداللہ ابن مبارکؒ اور بعض مالکیہ اور اکثر اہلِ علم کا موقف یہ ہے کہ ''قعدہ میں دائیں پیر کو کھڑا کیا جائے اور بایاں پیر بچھا کر اس پر بیٹھا جائے'' یہی مستحب ہے۔

شوافع اور بعض اھل علم :۔ امام شافعیؒ اور انکے اصحاب اور امام مالک کا موقف یہ ہے کہ ''آخری قعدہ میں تورک کیا جائے' (تورک یہ ہے کہ دایاں پیر کھڑا کیا جائے اور بایاں پیر بچھا کر اسے آگے کیا جائے اور سرین کے بل بیٹھا جائے)

حنابلہ :۔ حنابلہ کا موقف یہ ہے کہ ''تورک ایسی نماز کے لئے خاص ہے جس میں دو قعدے ہوں۔

مسئلۂ تورک

غیر مقلدین: غیر مقلدین کا موقف ہے کہ 'نماز کے آخری قعدہ میں تورک کیا جائے' اور انکے نزدیک یہی سنتِ اصلی ہے

احناف: احناف کا موقف یہ ہے کہ 'نماز کے تمام قعدوں میں بیٹھنے کا طریقہ ایک ہی ہے' انکے نزدیک تورک عذر کی بناء پر ہے

غیر مقلدین کی دلیل :۔ حضرت محمد بن عمرو بن عطاء سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بعض اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے تو ہم نے نبی ﷺ کی نماز کا ذکر کیا تو حضرت ابوحمید ساعدیؓ نے کہا..... پس جب (آپ ﷺ) بیٹھتے دو رکعتوں پر تو بیٹھتے اپنے بائیں پیر پر اور کھڑا کرتے اپنے دائیں پیر کو اور جب بیٹھتے آخری رکعت میں تو اپنے بائیں پیر کو آگے کر دیتے اور دوسرے کو کھڑا کرتے اور بیٹھتے اپنی سرین پر۔ (بخاری بَابُ کَیْفَ یَعْتَمِدُ عَلَی الْاَرْضِ اِذَا قَامَ مِنَ الرَّکْعَۃِ ج ا ص ۱۱۴)

(۱) آثار السنن ص ۲۳۸ حاشیہ میں ہے بایاں پیر آگے نکالنا یہ حالتِ عذر پر محمول ہے ہمارے اصحاب کے نزدیک۔ (۲) بیہقی میں یہی عمل پہلے قعدہ میں منقول ہے جس کا علامہ ابن ترکمانی نے الجوہر النقی میں رد کیا ہے (۳) علامہ شوکانی نے نیل الاوطار میں نماز کے قعدوں کے بارے میں بحث کرتے ہوئے کہا ہے کہ حدیث وائل اور حدیث عائشہ وہ دونوں تشہد اوسط پر محمول ہیں اور حدیث ابوحمید ساعدیؓ مقید ہے تشہدِ اخیرہ پر۔ اور حملِ مطلق مقید پر واجب ہے اور اس کا جمع کرنا بعید ہے (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو آثار السنن ص ۲۳۸ اور ۲۳۹ حاشیہ نیز نیل الاوطار) (۴) امام طحاویؒ نے امام بخاریؒ کی پیش کردہ سند پر کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ محمد بن عمرو بن عطاء اور صحابہ کے درمیان عباس بن سہل داخل ہیں جیسا کہ ابوداؤد وغیرہ نے اس حدیث کی تخریج کی ہے (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو اعلاء السنن ج ۳ حاشیہ ص ۹۲ تا ۱۰۱)

www.ownislam.com

غیر مقلدین تورک کے سلسلہ میں حضرت ابوحمید ساعدیؓ کی روایات ترمذی، دارمی، ابن ماجہ وغیرہ سے بھی پیش کرتے ہیں جب کہ ان روایات پر کلام گذر چکا ہے کہ وہ "صحیح" درجہ تک نہیں پہنچتی ہیں۔

جبکہ دونوں قعدوں میں یکساں طریقہ پر بیٹھنے کی صریح مرفوع روایات موجود ہیں اور آثار بھی موجود ہیں اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ تورک سنتِ اصلی نہیں ہے۔

احناف کی دلیل:۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کو تکبیر تحریمہ کیساتھ شروع کرتے تھے.....اور آپ ﷺ ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے اور اپنا دایاں پیر بچھاتے اور بایاں پیر کھڑا کرتے اور شیطان کی طرح گوٹھ مارنے سے منع کرتے تھے اور اس بات سے بھی منع کرتے تھے کہ آدمی درندوں کیطرح اپنی باہیں پھیلائے اور آپ ﷺ نماز کو سلام پر ختم فرماتے تھے۔ (صحیح مسلم بَابُ مَا يَجْمَعُ صِفَةَ الصَّلٰوةِ.....ج ا ص ۱۹۴)

حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ ﷺ قعدہ میں بیٹھے تو اپنے بائیں پیر کو زمین پر بچھایا اور اس پر بیٹھے۔ (طحاوی بَابُ صِفَةِ الْجُلُوْسِ ج ا ص ۱۷۸)

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نماز کی سنت میں سے ہے کہ بایاں پیر بچھا کر اسکی انگلیوں کو قبلہ کی طرف کیا جائے اور دائیں پیر پر بیٹھا جائے (نسائی بَابُ الْإِسْتِقْبَالِ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ الْقَدَمِ.....ج ا ص ۱۷۳)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نماز میں "اقعاء" اور "تورک" سے منع فرمایا (السنن الکبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۱۲۰، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۸۶)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ سنت میں سے یہ ہے کہ اپنے دائیں قدم کو کھڑا رکھا جائے انگلیوں کو قبلہ کی جانب رکھا جائے اور بائیں قدم پر بیٹھا جائے۔ (نسائی بَابُ الْإِسْتِقْبَالِ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ الْقَدَمِ..... ج ا ص ۱۷۳، ۱۳۰، مصنف ابن ابی شیبہ "يَفْتَرِشُ الْيُسْرَىٰ وَيَنْصِبُ الْيُمْنَىٰ" ج ۲ ص ۵۴۴، موطا امام محمد ص ۱۱۲)

مرفوع روایات اور آثار کی بناء پر معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے آخری قعدہ میں تورک سنتِ اصلی نہیں ہے

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو نصاب تخصص ص ۱۲۷ تا ص ۱۲۹)

مسئلہ اشارہ بالسبابہ

غیر مقلدین :۔ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ پورے قعدہ میں (بیٹھنے کی حالت میں) سبابہ (کلمہ کی انگلی) بار بار ہلانا سنت ہے اور بار بار نہ ہلانا جائز نہیں (غیر مقلدین اسی کو تحریک سبابہ کہتے ہیں)۔

احناف اور جمہور کا مسلک :۔ احناف اور جمہور کے نزدیک نماز میں تشہد میں "اشهد ان لا اله الا الله" پڑھتے وقت انگلیوں سے ایک مرتبہ اشارہ کرنا مستحب ہے

بار بار حرکت دینا ہمارے (احناف کے) نزدیک مکروہ ہے۔ (شرح مشکوٰۃ للقاری)

شوافع کے نزدیک یہ عمل کثیر ہے اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے (المسوی مصنفہ شیخ ولی اللہ بحوالہ اعلاء السنن ج ۳ ص ۱۵۷)

نکتہ اختلاف:۔ احناف کہتے ہیں کہ انگلیوں سے حلقہ بنانا ہے سوائے سبابہ کے، اور تشہد کے وقت سبابہ سے (ایک مرتبہ) اشارہ کرنا مستحب ہے۔ جبکہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ پورے قعدہ میں (بیٹھنے کی حالت میں) سبابہ (کلمہ کی انگلی) بار بار ہلانا سنت ہے اور بار بار نہ ہلانا جائز نہیں۔

تحریک سبابہ کی دلیل میں غیر صریح روایت:۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب دعا کیلئے بیٹھتے تو دائیں ہاتھ دائیں ران پر رکھتے اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے اور اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے اور انگوٹھے کو بیچ والی انگلی سے ملا لیتے تھے۔ (مسلم شریف بَابُ

www.ownislam.com

صِفَةِ الْجُلُوْسِ فِی الصَّلٰوۃِ ....الخ ج۱ص۲۱۶،سنن کبریٰ بیہقی ج۲ص۱۳۱،شرح السنہ ج۲ص۳۰۹)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھتے اور ۵۳ ترپن کا عقد بنایا اور سبابہ سے اشارہ کیا۔ (صحیح مسلم کتاب المساجد، بَابُ صِفَةِ الْجُلُوْسِ فِی الصَّلٰوۃِ ....الخ ج۱ص۲۱۶)

حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ابہام (انگوٹھا) اور وسطی (بیچ والی انگلی) کا حلقہ بنایا اور اٹھایا اپنی وہ انگلی جو انگوٹھے کے نزدیک ہے دعا مانگتے تھے اسکے ذریعے تشہد میں۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ، بَابُ کَیْفَ الْجُلُوْسُ فِی الصَّلٰوۃِ ج۱ص۱۳۸، نسائی کتاب السھو، بَابُ مَوْضِعِ الذِّرَاعَیْنِ ج۱ص۱۸۶، ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ، بَابُ الْاِشَارَۃِ فِی التَّشَهُّدِ ص۶۶، مسند احمد ج۴ص۳۱۸)

حضرت مالک بن نمیر خزاعی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو نماز میں دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھے ہوئے دیکھا اور آپ اپنی انگلی سے اشارہ کر رہے تھے۔ (ابن ماجہ بَابُ الْاِشَارَۃِ فِی التَّشَهُّدِ ص۶۶، ابوداؤد بَابُ الْاِشَارَۃِ فِی التَّشَهُّدِ ج۱ص۱۴۲، نسائی بَابُ الْاِشَارَۃِ بِالْاِصْبَعِ فِی التَّشَهُّدِ ج۱ص۱۸۷، مؤطا امام محمد بَابُ الْعَبْثِ بِالْحَصٰی فِی الصَّلٰوۃِ ج۱ص۱۵۶)

ان تمام روایات میں بار بار حرکت دینے کا ذکر ہی نہیں ہے اسلئے غیر مقلدین کی طرف سے بطورِ استدلال یہ تمام روایات نا قابلِ قبول ہیں۔

تحریک سبابہ کی دلیل میں صریح روایت:۔ وائل بن حجرؓ سے روایت ہے میں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو دیکھوں گا آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں، میں نے دیکھا.....پھر قعدہ میں بیٹھے بایاں پاؤں بچھا کر اور بائیں ہاتھ کی ہتھیلی اپنی ران پر اور گھٹنے پر رکھی اور داہنے ہاتھ کی کہنی داہنی ران پر جمائی پھر دو انگلیوں کو بند کر لیا اور ایک حلقہ باندھ لیا (بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے) اور کلمے کی انگلی کو اوپر اٹھایا تو میں نے دیکھا آپ کلمے کی انگلی کو ہلاتے تھے اور اس سے دعا کرتے تھے۔ (نسائی بَابُ قَبْضِ الْاِثْنَتَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الْیُمْنٰی وَعَقْدِ الْوُسْطٰی وَالْاِبْهَامِ مِنْهَا ج۱ص۱۸۷، دارمی وغیرہ)

غیر مقلدین کے نزدیک دلیل صرف "صحیح" احادیث ہوتی ہیں اور یہ روایت "صحیح" درجہ تک نہیں پہنچی اسلئے یہ بطورِ استدلال نا قابلِ قبول ہے۔

انگلی کو بار بار حرکت دینے کے سلسلے میں جو روایات غیر مقلدین پیش کرتے ہیں وہ نہ "صحیح" ہیں اور نہ صریح۔ بار بار انگلی ہلانے کی صراحت کسی روایت میں نہیں ہے بلکہ یہ صرف ان کا قیاس ہے۔ غیر مقلدین کا دعوٰی ہے کہ ان کی دلیل صرف صحیح حدیث ہوتی ہے (بار بار انگلی ہلانا غیر مقلدین کا قیاس ہے جو حجت نہیں ہے)۔ چونکہ ان کا بار بار حرکت دینے کا عمل بغیر دلیل ہے اسلئے رد ہے۔

سبابہ ایک مرتبہ اشارہ کرنے کی روایت:۔ (جو سبابہ کو بار بار حرکت دینے کی سلسلہ میں اوپر پیش کی گئی ہیں) مثلاً صحیح مسلم کی حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی روایت اور صحیح مسلم کی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی روایت اور ابوداؤد وغیرہ کی روایات، ایک مرتبہ اشارہ کرنے کے سلسلہ میں حجت بن سکتی ہیں۔

بار بار انگلی نہ ہلانے کی صریح روایت:۔ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب دعا پڑھتے تو انگلی سے اشارہ فرماتے اور اس کو ہلاتے نہیں رہتے تھے۔ (نسائی بَابُ بَسْطِ الْیُسْرٰی عَلَی الرُّکْبَۃِ ج۱ص۱۸۷، ابوداؤد بَابُ الْاِشَارَۃِ فِی التَّشَهُّدِ ج۱ص۱۴۲)

غیر مقلدین کے پاس تحریک سبابہ کے سلسلہ میں روایات بطورِ استدلال قیاس کی حد تک ہیں اور حدیث کو (اگرچہ ضعیف بھی ہو) قیاس پر ترجیح حاصل ہے۔ اس لئے سبابہ سے صرف ایک مرتبہ اشارہ ثابت ہوتا ہے۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو نصاب تخصص ص۱۲۹ تا ص۱۳۴)

نماز وتر

غیر مقلدین :۔ غیر مقلدین کے نزدیک نمازِ وتر سنت ہے۔

www.ownislam.com

احناف:۔ احناف کے نزدیک نماز وتر واجب ہے۔

احناف کی دلیل:۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنی رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ۔

(بخاری اَبُوَ ا بُ الْوِتْرِ ،بَابٌ لِيَجْعَلْ آخِرَ صَلوتِهٖ وِتْرًا ج ا ص ۱۳۶، مسلم کتا ب صلوۃ المسا فرین،بَا بُ صَلوٰةِ ا للَّيْلِ وَعَدَدِ رَكْعَاتِ ا لنَّبِيِّ ﷺ ج ا ص ۲۵۷)

وتر واجب ہونے کے دلائل میں صحیح مسلم سے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت جابرؓ، اور ابوداؤد سے حضرت بریدہؓ ،اور دیگر کتب سے حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت ابوتمیم جیشانیؓ وغیرہ روایات موجود ہیں۔

طریقہ ادائیگی اور دعائے قنوت کے دلائل میں نصاب تخصص ملاحظہ ہو۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو نصاب تخصص ص ۱۳۴ تا ص ۱۴۱)

ایک مجلس کی تین طلاقوں کا حکم

غیر مقلدین:۔ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہوتی ہیں۔ **دلیل:۔** حرام کی مخالفت اس لئے صریح آیت یا احادیث صحیحہ صریحہ متواترہ۔

جمہور امت: تین طلاقوں کے بعد بیوی حرام ہو جاتی ہے۔ **دلیل:۔** صریح آیت یا احادیث صحیحہ صریحہ متواترہ۔

غیر مقلدین کے دلائل

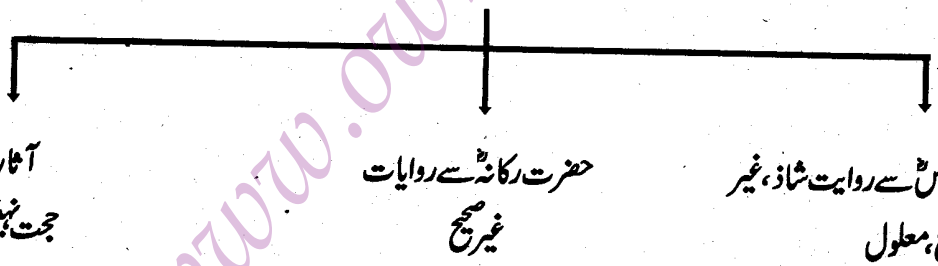

جمہور امت کی دلیل: قرآن کریم کا صریح حکم ہے "فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ **ترجمہ:۔** پس اگر اس کو (تین) طلاق دیدے تو اس کیلئے حلال نہیں ہے اس کے بعد جب تک کہ وہ (عورت) دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرلے" (سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۳۰)۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو نصاب تخصص ص ۲۲۹ تا ص ۲۳۸)

اوقات نماز، جمعہ کی دو اذانیں، مسائل عیدین، مسائل نماز جنازہ، قضا نمازوں اور مسائل متفرقہ کیلئے نصاب تخصص ملاحظہ ہو۔ نماز تراویح، اسلام میں عورتوں کی نماز کیلئے نصاب تخصص اور حصہ چہارم (عملی کام) کا سلسلہ نمبر ۲ میں کتابچے ملاحظہ ہوں۔

جمعیۃ المسلمین مالیگاؤں کے نصاب تخصص کا با تفصیل مطالعہ ضروری ہے۔ تلخیص ابواب دراصل ابواب کا اجمال (اختصار) ہے۔ پورا باب پڑھنے کے بعد اس کا چارٹ دیکھ کر ذہن میں پوری تفصیل محفوظ ہو جائے گی۔